حکمتِ سیّد مودُودیؒ

اجتماعات کے لیے مولانا مودُودیؒ کی ہدایات

۱۹۵۵ء کے کُل پاکستان اجتماعِ جماعت میں افتتاحی تقریر کرتے ہوئے مولانا مودودیؒ نے ذیل کی ہدایات دیں:

یہ ہدایات تحریک کے علمبردارِ اوّل، اور اوّلین امیر جماعت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودُودیؒ نے صرف اسی اجتماع میں افتتاحی خطاب کی شکل میں دیں۔ بلکہ بعد میں تو اس نوعیت کی ہدایات کا صدور مولینائے مغفور علیہ کی طرف سے کبھی نہیں ہوا۔ اپنی نوعیت کی یہ آخری تقریر یہ (ہدایات برائے اجتماع ارکان) ہے۔ اس چراغ سے آئندہ نت نئے چراغ روشن کیے جا سکتے ہیں۔ (ن۔ ص)

حمد و ثنا کے بعد:۔

رفقائے جماعت و حاضرین و حاضرات! سب سے پہلے میں اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ آج سے چودہ سال پہلے اسلامیہ پارک کے ایک چھوٹے سے کمرے میں جو جماعت صرف ۷۵ آدمیوں سے شروع ہوئی تھی اس مدت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کو اس حد تک ترقی عطا فرمائی جیسی کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ جو کچھ بھی ہم کو حاصل ہوا ہے ہم نہایت بر خود غلط ہوں گے اگر یہ سمجھیں کہ ہماری قابلیت یا ہماری محنت و سعی کا نتیجہ ہے۔ ہم اپنی کوتاہیوں سے واقف ہیں، اپنی کمزوریوں سے واقف ہیں، اپنی غلطیوں سے واقف ہیں۔ ہم کبھی اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہو سکتے کہ یہ ہم ہیں کہ جن کی قابلیتوں اور محنتوں سے اس کام کو اس حد تک ترقی حاصل ہوئی۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس فضل

کی وجہ صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ اپنی ناقابلیتوں اور اپنی ساری کوتاہیوں کے باوجود اس کام کو جب ہم نے شروع کیا تھا تو اخلاص کے ساتھ اللہ کی خاطر کیا تھا۔ کوئی ذاتی غرض یا دنیوی غرض ہمارے پیش نظر نہیں تھی۔ میں یقین رکھتا ہوں، میرا دل اس بات پر گواہ ہے کہ صرف یہ اخلاص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوا ہے۔ اور اس کی وجہ سے ہماری ساری کوتاہیوں اور خامیوں کے باوجود اللہ کی مدد شاملِ حال ہوتی رہی۔ اللہ نے اپنے بہت سے بندوں کے دل اس کام کی طرف پھیرے ہیں۔ ہم کو برابر مددگار اور ساتھی ملتے چلے گئے ہیں ہم کو برابر اسباب و وسائل حاصل ہوتے رہے اور ہر طرح کی رکاوٹوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا قدم آگے بڑھ رہا ہے۔ جو کام ہم نے کیا اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت عطا فرمائی۔ یہ ایک ایسا فضل ہے جس پر ہمارا رونگٹا رونگٹا اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی انسان یا گروہ غرورِ نفس میں مبتلا نہ ہو اور اپنے مالکِ حقیقی کے فضل اور اس کی عنایات کا سچے دل سے شکر ادا کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اپنے مزید فضل سے اس کو نوازتا ہے۔ میں خود بھی اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں اور اپنے سارے رفقا سے بھی یہی کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیں[1]۔

چار سال بعد ہمیں پھر آل پاکستان اجتماع کرنے کا موقع ملا ہے، اس عرصہ میں جن حالات سے ہم گزرے ہیں وہ آپ سب کو معلوم ہیں۔ اس لیے ان کے ذکر کی کوئی حاجت نہیں۔

---

[1] یہ عبارت پڑھ کر یوں محسوس ہوا، گویا مولانا مودودیؒ سامنے کھڑے خطاب کر رہے ہیں اور خدا کی محبت اور اس کے شکر کا ایسا رنگ یہاں ملتا ہے، جس کو دل ترس گیا ہے۔ مولانا کے ارشادات پڑھتے ہوئے ذرا سا بھی تصنّع اور فنی اثر اندازی کا اسلوب نہیں جھلکتا۔ مولانا کی اس مخلصانہ باتوں ہی نے تو جماعت کا تزکیہ کیا۔ اور یہی رنگ آگے ساری ہدایات میں جھلکتا ہے۔ ورنہ محض یہ کہہ دینا کہ یہ ہمارا حکم ہے یا ہمارا فیصلہ ہے، مریدانہ ذہن کے لوگوں کو باندھ رکھتا ہے، لیکن استدلال پسندوں اور طالبانِ ترغیب و ترہیب پر اثر نہیں کرتا۔

اگرچہ قواعد کی رُو سے اس سے بہت پہلے ہم کو اپنا اجتماع منعقد کرنا چاہیے تھا۔ اور بارہا اس امر کی کوشش بھی کی گئی کہ اجتماع عام منعقد کیا جائے۔ غالباً ایک دو مرتبہ تاریخیں بھی مقرر کر دی گئی تھیں، لیکن پے در پے اسباب ایسے پیش آتے چلے گئے کہ اجتماع ٹلتا رہا اور اب پورے چار سال کے بعد ہمیں پھر اپنے تمام پاکستان کے رفقاء کے ساتھ جمع ہونے کا موقع مل رہا ہے۔

ہمارے اجتماعات

اس موقع پر میں اس بات کی وضاحت کر دینا سب سے پہلے ضروری سمجھتا ہوں کہ جماعتِ اسلامی کے یہ اجتماعات کسی میلے یا کسی مظاہرے کی نوعیت نہیں رکھتے۔ یہ کوئی تفریح کا کام بھی نہیں ہے۔ اور کوئی نمائش کا کام بھی نہیں ہے۔ دراصل ان اجتماعات کو منعقد کرنے کی غرض یہ ہے کہ وقتاً فوقتاً ہم باہم جمع ہو کر اپنے کام کا بھی جائزہ لیں اور اپنی کمزوریوں اور خامیوں کا بھی جائزہ لیں اور باہمی مشورے سے آئندہ کے لیے اپنے کام کا لائحہ عمل بنائیں۔ اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کو سمجھ کر ان کی اصلاح کی کوشش کریں۔ ایک دوسرے کی صحبت سے استفادہ کر کے جو کچھ بھی اخلاقی اور رُوحانی منفعت حاصل کی جا سکتی ہے وہ حاصل کریں۔ اور چونکہ ہمیں ایک منظم طریقہ سے کام کرنا ہے اور منظم کام کرنے کے لیے ضروری ہے کہ جتنے لوگ اس میں شریک ہوں وہ ایک دوسرے سے دِلی وابستگی رکھتے ہوں، ایک دوسرے کو سمجھتے ہوں، ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھتے ہوں، اِس لیے بھی یہ ضروری ہے کہ وقتاً فوقتاً تمام کارکن اور تمام رفقاء ایک جگہ جمع ہوں اور ان کے درمیان عمدہ روابط قائم ہو سکیں۔ وہ ایک دوسرے کو سمجھ سکیں اور ایک دوسرے کے قریب آسکیں۔ اس لیے پہلے جتنے اجتماعات ہوتے رہے ہیں ان میں مَیں نے آغاز ہی میں اپنے رفقاء کو اور شرکاءِ اجتماع کو کچھ نہ کچھ ضروری ہدایات دی ہیں، لیکن چونکہ ایک کافی مدّت گزر چکی ہے۔ اس لیے اس بات کا امکان ہے کہ بہت سے لوگوں کو وہ ہدایات یاد نہ ہوں اور بہت سے نئے لوگ ان سے واقف نہ ہوں اس لیے،

میں چند ضروری باتیں عرض کر دینا چاہتا ہوں۔

ضروری ہدایات

زمانۂ اجتماع میں جب کہ سارے رفقاء، ارکان اور متفقین اور دلچسپی رکھنے والے جو باہر سے تشریف لائے ہیں اور اس جگہ مقیم ہیں۔ ان کو اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ یہ تین چار دن جو ہم کو ملے ہیں ان کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ یہاں اتنا مال اور وقت صرف کر کے جو اصحاب تشریف لائے ہیں انھیں یہ محسوس کرنا چاہیے کہ وہ کسی تفریح سفر پہ نہیں آئے ہیں۔ ان کو اس وقت کا ایک ایک لمحہ اس مقصد پر غور کرنے کے لیے، اس مقصد کی کامیابی کی تدابیر پر غور و فکر کرنے کے لیے، اس مقصد کی کامیابی کے لیے باہمی تبادلۂ خیال اور باہمی گفت و شنید کرنے کے لیے خرچ کرنا چاہیے۔ جہاں تک ممکن ہو غیر متعلق باتوں سے بچیں، جہاں تک ممکن ہو غیر متعلق فکر تک سے بچیں، پوری کوشش کیجیے کہ جس نصب العین کے لیے یہ جماعت بنی ہے اور جس نصب العین کے لیے اس جماعت میں شامل ہونے کا خطرہ آپ نے مول لیا ہے صرف اس کی کامیابی پر آپ کی توجہ مرکوز ہو۔ اس کو آگے بڑھانے کی تدابیر پر آپ غور و فکر کریں۔ اس کی مشکلات، اس کے اندر پیدا ہونے والی خرابیوں اور اس کی راہ میں پیش آنے والے کانٹوں کو ہٹانے کے لیے غور کریں۔ یہ پہلی چیز ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ اس زمانۂ قیام میں تمام لوگوں کو بہترین اخلاق اور پاکیزہ ترین رویے کا اظہار کرنا چاہیے، نہ اس کے لیے کہ کوئی دیکھے تو تعریف کرے، بلکہ اس لیے کہ جس دین کے خادموں کی حیثیت سے آپ اپنے آپ کو پیش کر رہے ہیں، اس دین کے خادموں کا کوئی بُرا نمونہ آپ کے سامنے نہ آئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے بُرے نمونے کو دیکھ کر دین کی خدمت کے لیے آگے بڑھنے والے رُک جائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس نمونے کو دیکھ کر کوئی غیر مسلم یہ رائے قائم کرے کہ جس دین کے خادموں کا یہ حال ہو، جس دین کے خادموں کا یہ اخلاق ہو، جس دین کے خادموں کا یہ رویہ ہو، وہ کیا انسان بناتا ہو گا۔ اس لیے پوری کوشش کریں کہ ایک سچے مسلمان گروہ کا جو رویہ نشست و برخاست میں،

رہنے سہنے، کھانے پینے میں، میل جول اور گفتگوؤں میں ہونا چاہیے، وہی آپ کا ہو۔ کسی مجمع میں ایک نظر ڈال کر آدمی یہ معلوم کرسکتا ہے کہ یہ مجمع کس قسم کا ہے۔ اس مجمع کی ایک ایک ادا یہ بتا دیتی ہے اور ایک آدمی کے قلب پر فوراً یہ اثر پڑتا ہے کہ اگر وہ کوئی تفریحیں کرنے والا مجمع ہے تو اُس کے ٹھٹھوں اور قہقہوں سے فوراً ایک آدمی یہ اندازہ کرلیتا ہے کہ یہ دل لگی کرنے والے خوش باش لوگ ہیں۔ اگر وہاں سے جھگڑوں کی آوازیں آرہی ہوں، بحثوں اور مناظروں کی آوازیں آرہی ہوں تو فوراً ایک آدمی کے کان اُس کو یہ خبر دے دیتے ہیں کہ یہاں کچھ جھگڑالو لوگ ہیں، یہاں کچھ ایسے لوگ رہتے ہیں جو اُلجھنے اور اُلجھانے والے ہیں۔ اس کے برعکس اگر کوئی مجمع لوگوں کو سنجیدہ اور متین اور بااخلاق اور مہذب نظر آئے تو فوراً دلوں پر یہ اثر پڑتا ہے کہ یہ معقول لوگ ہیں، یہ شریف لوگ ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ کوئی شخص آپ کے مقصد سے اتفاق کرے یا نہ کرے، لیکن آپ کا رویّہ اس کے دل میں احترام بھی پیدا کرسکتا ہے اور اس کے دل میں بے احترامی بھی۔ یہ دوسری بات ہے جسے آپ کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

تیسری چیز یہ ہے کہ جن لوگوں کو یہاں ان تین چار دنوں میں ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا نہیں ایک دوسرے کے ساتھ ایثار سے پیش آنا چاہیے۔ ایک دوسرے کے آرام کا خیال رکھنا چاہیے۔ ایک دوسرے کا مددگار اور ہمدرد ہونا چاہیے۔ ہر شخص اس امر کی کوشش کرے کہ میں خود تکلیف اُٹھا لوں لیکن میری ذات سے کسی دوسرے کو تکلیف نہ ہونے پائے۔ ہر شخص جو دوسرے کے قریب رہتا ہو اس کو ان ہدایات کا لحاظ رکھنا چاہیے جو قرآن اور حدیث میں ہمسایوں کے لیے آئی ہیں۔ ہمسایہ صرف اسی کو نہیں کہتے جو آپ کے مکان کے ساتھ رہتا ہو بلکہ ہمسایہ اس کو بھی کہتے ہیں کہ جو چند لمحوں کے لیے آپ کے ساتھ راستے میں ہو یا کسی مسافر گاڑی میں یا کسی عارضی قیام گاہ میں ہو۔ ہمسائے کے حقوق اچھی طرح سمجھیے اور ان کو پوری طرح ادا کیجیے۔ وہ بہت بُرا ہمسایہ ہے کہ جس کی ذات سے اس کے ہمسایوں کو تکلیف پہنچے۔ اور وہ بہت اچھا ہمسایہ ہے کہ جس کی ذات سے ہمسائے کو آرام پہنچے اور اس کے ہمسائے اس بات پر مطمئن ہوں کہ میرا

مال اگر اس کے قریب پڑا رہ جائے گا یا میرا راز اگر اس کے کان میں پڑ جائے گا تو یہ خیانت کرنے والا نہیں ہے۔ اس سے اس کا ہمسایہ پوری طرح مطمئن ہے۔

چوتھی چیز یہ ہے کہ اس زمانۂ قیام میں باہر سے آنے والے لوگ محض مہمان بن کر نہ رہیں یہ ایک مشترک کام ہے، ایک مشترک مقصد کے لیے ہے۔ یہاں کے منتظمین اور باہر سے آنے والے دونوں اس مقصد میں شریک ہیں، اس لیے یہاں کے منتظمین جو زحمت اور تکلیف اٹھا رہے ہیں ان کی میزبانی میں ان کا احساس کیجیے۔ حتی الامکان کوشش کیجیے کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے خود کر لیں اور منتظمین کو تکلیف نہ دیں۔ منتظمین اگر تھکے ہوئے نظر آئیں تو آگے بڑھ کر ان کی ڈیوٹی خود سنبھال لیں اور ان کو کہیے کہ ذرا آرام کر لیں۔ منتظمین اگر آپ سے درخواست کریں کسی مدد کی تو فوراً اپنی خدمات پیش کر دیجیے۔ اِلّا یہ کہ واقعی کوئی عذر مانع ہو۔ بہر حال میری یہ درخواست ہے کہ باہر سے آنے والے حضرات منتظمین کو کسی شکایت کا موقع نہ دیں اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ ایسا رویّہ اختیار کریں کہ منتظمین کا دل ان کا شکریہ ادا کرے۔

پانچویں چیز یہ ہے کہ زمانۂ قیام میں نظم و ضبط کا، ڈسپلن کا، قواعد کی پابندی کا پورا پورا خیال رکھیں۔ جو اوقات جن کاموں کے لیے مقرر ہیں ان کاموں کو انہی اوقات پر کیجیے اور کسی قسم کی بدنظمی یہاں نہ ہونی چاہیے۔ کیونکہ ہماری ساری کامیابی کا انحصار جن اخلاقی اوصاف پر ہے اُن میں سے ایک نظم و ضبط ہے۔ تمام بہتر سے بہتر اوصاف بھی اگر آپ جمع کر لیں۔ لیکن آپ کے اندر ڈسپلن نہ ہو تو آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ وہ موقع ہے کہ سارے پاکستان سے جماعت کی طاقت سمٹ کر یہاں جمع ہو گئی ہے۔ اس موقع پر اگر آپ کسی اِن ڈسپلن (IN DISCIPLINE) کا، کسی بے ضبطگی اور بدنظمی کا اظہار کریں گے۔ تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ پوری جماعت کو بے نظمی کی بیماری لگ گئی ہے۔ اس لیے یہاں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ کامل ڈسپلن پایا جائے۔ ڈسپلن دیکھوں گا تو میری ہمت بڑھے گی۔ اور میں زیادہ کام کرنے کی ہمت پاؤں گا۔ اور بدنظمی دیکھوں گا تو میری ہمت ٹوٹ جائے گی۔ اور میں کچھ زیادہ کام کی نہیں سوچوں گا۔ اس بات کا بھی خیال رکھیے کہ اجتماعات کی کارروائیوں کے دوران میں لوگ اپنی قیام گاہوں میں لوگ پڑے نہ رہ جائیں۔ باہر ٹہلتے ہوئے نظر

نہ آئیں۔ غیر متعلق گفتگوؤں میں جا کر مشغول نہ ہو جائیں۔ بلکہ یہاں آکر پوری دلچسپی کے ساتھ سُنیں۔ دلچسپی نہ بھی لے رہے ہوں تو بھی خاموشی کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ اجتماع کی کارروائیوں کے درمیان میں کسی شخص کو اجتماع گاہ سے باہر نہ پایا جانا چاہیے۔ اِلّا یہ کہ اُسے کوئی شدید ضرورت ہو۔

تنقید و محاسبہ

اجتماع کی کارروائیوں کے دوران میں اس بات کو بھی ملحوظ رکھیے کہ ذاتی مقاصد اور ذاتی دلچسپیوں اور نفسانی تعصبات سے بالاتر ہو کر سوچیں۔ خالصتاً لِلّٰہ اس مقصد کے لیے جس کے واسطے آپ جمع ہوئے ہیں، خالص رائے قائم کیجیے اور اس کو بالکل آزادی کے ساتھ پیش کیجیے۔ اگر کوئی شخص ایک رائے رکھتا ہو اور اس کے خلاف دوسری رائے ظاہر کرے یا کم از کم اس کو چھپائے اور اس کو صاف صاف ظاہر نہ کرے تو یہ خدا کے دین کے ساتھ بھی خیانت ہے اور خدا کے خادموں کے ساتھ بھی خیانت ہے۔ بے لاگ رائے قائم کریں اور اس میں کوئی آلائش اپنے ذاتی مقاصد کی یا ذاتی تعصبات کی نہ ہو۔ اور جو رائے بھی فی الواقع آپ کی ہو، جب کبھی اظہارِ رائے کا موقع آئے اس رائے کو پیش کیجیے۔ نہ اس کو چھپائیں اور نہ اس کے خلاف کوئی رائے دیں۔ اس بات کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے کہ دورانِ اجتماع میں اگر کوئی مباحث ہو، کوئی اختلافِ رائے ہو تو محض بحث برائے بحث نہ ہو، ہر شخص اپنی رائے کو (TO THE POINT) اور BUSINESS OF کے انداز پر پیش کرے۔ تھوڑے وقت میں صاف صاف بات تھوڑے الفاظ میں ظاہر کرنے کی عادت ڈالیے۔ اور فضول طول کلام سے بچیں۔ یہاں تنقید کی، سوالات کی، اعتراضات کی، ہر چیز کی پوری آزادی ہے۔ لیکن ہر شخص کو یہ بات ملحوظ رکھنی چاہیے کہ تنقید ہو، یا سوال ہو یا اعتراض ہو، وہ حدودِ اخلاق کے اندر ہونا چاہیے۔ نیّت خالص کے ساتھ ہونا چاہیے۔ اور سلیقہ کے ساتھ ہونا چاہیے۔ تنقید کرنا ہر اس شخص کا حق ہے جو کوئی رائے رکھتا ہو۔ اور اپنی رائے کے خلاف کوئی چیز پاتا ہو۔ لیکن تنقید کرنے کا سلیقہ یہ ہے کہ آدمی ایمانداری کے ساتھ رائے قائم کرے، اور تہذیب و انسانیت کے ساتھ اس کا اظہار کرے۔ جس پر تنقید کر رہا ہو اس کو کاٹنے

کی کوشش نہ کرے بلکہ اس کے دل میں اپنی بات اتارنے کی کوشش کرے۔ دورانِ اجتماع میں پوری کوشش کیجیے کہ اگر کسی کو کسی سے کوئی ذاتی رنجش ہے تو وہ دل سے نکال دے۔ اور اپنا دل صاف کرے۔ نہیں کر سکتا تو کم از کم یہ ہے کہ اس ذاتی رنجش کی وجہ سے اجتماع کی کارروائیوں میں کوئی خرابی پیدا نہ کرے۔ اگر ارکان کے اجتماع میں ذاتی معاملات اور ذاتی اختلافات لائے جائیں تو صرف اس صورت میں لانے چاہئیں جب کہ اپنے طور پر بھی آدمی ان کو رفع کرنے اور اصلاحِ تعلقات کرنے کی کوشش کر کے ناکام ہو چکا ہو۔ اپنی مقامی جماعت کی مدد سے بھی وہ ان کی اصلاح نہ کر سکا ہو۔ اپنے حلقے کی جماعت سے بھی اصلاح نہ کرا سکا ہو۔ حتیٰ کہ مرکز میں بھی لا کر اصلاح نہ کرا سکا ہو۔ ذاتی معاملات کو صرف اس صورت میں اجتماع ارکان میں آنا چاہیے[1]۔

یہاں تک تو وہ باتیں ہیں جو مجھے صرف اپنے رفقائے جماعت سے کہنی تھیں۔ دوسرے حضرات جو اس اجتماع میں تشریف لائے ہیں۔ وہ مجھے معاف کریں کہ میں نے اتنی دیر صرف اپنے رفقاء کو خطاب کرنے میں صرف کر دی ہے۔ لیکن بہرحال چونکہ چار سال کے بعد یہ اجتماع ہو رہا تھا۔ اس لیے ضروری تھا کہ پہلے میں انھی سے خطاب کرتا۔

حوالہ....

حصولِ اقتباس بہ تعاون محمد یوسف صاحب

ادارۂ معارف اسلامی منصورہ، لاہور

---

[1] ہدایات پر مشتمل، ابتدائی حصہ تقریر یہاں ختم ہو جاتا ہے۔